ادبیات

دُرِّ یتیم

از جناب مولانا سیماب اکبرآبادی

جب نوازش کو صدف کی ابرِ نیساں بن چکا
جب حبابِ سنگ میں لعلِ بدخشاں بن چکا

سلسبیل و کوثر و تسنیم سے جب خلد میں
مرکزِ تسکیں بقدرِ ظرفِ انساں بن چکا

مصر میں جب حسن کی قوت مسلّم ہو چکی
طور جب افسانۂ حیرت کا عنواں بن چکا

قطرہ قطرہ بحر کا جب بن چکا دُرِّ خوش آب
ذرہ ذرہ دہر کا جب ماہِ تاباں بن چکا

پتہ پتہ باغ کا جب ہو چکا سدرہ فریب
کانٹا کانٹا دشت کا جب شمعِ عرفاں بن چکا

چپہ چپہ ہو چکا دنیا کا جب آراستہ
گوشہ گوشہ خاکداں کا انجمنستاں بن چکا

نقطہ نقطہ دفترِ کونین کا جب ڈھل گیا
جلوہ جلوہ جب سزاوارِ رگِ جاں بن چکا

ہو چکی تکمیل جب گل خانۂ ایجاد کی
فکر فطرت کو ہوئی اک واقعی نقاد کی

ابرِ نیساں سے صفائے گوہرِ شہوار لی
لعل سے رنگ اور صدف سے تابشِ ہموار لی

سلسبیل و کوثر و تسنیم سے لی آبرو
دامنِ سینا سے تمکینِ تجلّی زار لی

کچھ فضائے شام سے کی اخذ روحِ رنگ و بو
کچھ دھندلکے سے سحر کے شوخیٔ انوار لی

پھول اور کلیوں کی فطرت سے نچوڑی تازگی
بطنِ مہر و ماہ سے اک طلعتِ ضوبار لی

سینۂ بطحا میں تھی محفوظ جو خاکِ لطیف
وہ بھی اپنے کام میں فطرت نے آخر کار لی

پھر دیا اس پیکرِ کامل کو پیغامِ حیات
نطق خود اپنا لیا اور وقت سے رفتار لی

ہاتفِ عالم سے بصد عظمت کیا اُس کا ظہور   مادرِ گیتی نے ہنس کر دولتِ بیدار لی

بزِ اعظم نے کہا مردِ عظیم ایسا تو ہو
شور اُٹھا بحر میں دُرِّ یتیم ایسا تو ہو

تبصرہ اُس نے کیا انواعِ موجودات پر   روشنی دن کی سی پھیلا دی اندھیری رات پر
اس نے ان سب کو بڑھا کر ہاتھ ٹکڑے کر دیا   موٹے موٹے جتنے پردے تھے صفاتُ ذات پر
ظلمتِ اوہام میں اُس نے بنائے آفتاب   نور پھیلایا یقیں کا سطحِ محسوسات پر
شرک اور عدوان کے سب بند رستے کر دیے   رایتِ توحید باندھا سینۂ ذرّات پر
اس نے صیقل نطق پر فطرت کے پھر اکبار کی   چڑھ گیا تھا زنگ سا انجیل اور تورات پر
عبد اور معبود میں اک سلسلہ قائم کیا   سب کو مائل کر دیا درسِ الٰہیات پر

دل کو تسکیں روح کو حاصل حضوری ہو گئی
غایتِ تخلیقِ عالم آج پوری ہو گئی

دودمانِ ہاشمی کی شان اے دُرِّ یتیم   قیصر و کسریٰ ترے دربان اے دُرِّ یتیم
تیری آنکھیں کعبہ و بطحا، ترا دل عرشِ پاک   جنبشِ لب میں ترے قرآن اے دُرِّ یتیم
قطرہ قطرہ تیری نبضِ آبیاری سے نہال   ذرّے ذرّے پر ترا احسان اے دُرِّ یتیم
تھے خزانے ٹھوکروں میں اور فاقے گھر میں تھے   تیرے اس ایثار پر قربان اے دُرِّ یتیم
تھی تری ہر اک نظر گویا صراطِ مستقیم   تو نے دنیا کو دیا عرفان اے دُرِّ یتیم
ہو گئے آسودۂ ساحل اذاں سنکر تری   آنے والے جتنے تھے طوفان اے دُرِّ یتیم
ہر صدف ہوتی نہیں حاملِ دُرِّ شہوار کی   ہمسری تیری نہ تھی آسان اے دُرِّ یتیم
دین و دنیا جس سے ہیں کم ارز وہ دولت ہی تُو   ایک ہی تو گوہرِ تابندۂ فطرت ہے تُو

(خاص)